فراق گورکھپوری

اہم نکات:

فراق کی شاعری مشترکہ تہذیبوں کی شاعری ہے جن میں آریائی ، ایرانی اور ہندوستانی کلچر شامل ہیں۔

فراق دورِ حاضر کا شاعر ہے۔ زندگی کی پیچیدگیوں کو سلجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ ان کے ہاں تفکر ہے لیکن فلسفیانہ شاعری نہیں۔

ان کی غزلوں میں رات اور رات کی کیفیت کا اکثر ذکر ہے۔

فراق رجائی شاعر ہے۔

فراق کی غزلوں میں جنسی رنگ نظر آتا ہے۔ جنسیت کو انہوں نے بڑی اہمیت دی ہے۔ چونکہ فراق کی پرورش ہندو کلچر کے پس منظر میں ہوئی تھی ہندو کلچر میں جنسی زندگی کو تقدس کا درجہ حاصل ہے

فراق نے نئی نئی تشبیہات اور استعارات سے اردو شاعری کو مالامال کیا ہے

فراق کا خیال ایک حد تک درست ہے کہ ہندوستان کی شاعری میں ہندوستان کی روح اس طرح بھری ہوئی ہونی چاہیے جس طرح فارسی شاعری میں ایرانیت

فراق کی تشبیہوں کی دلکشی کا راز چند عناصر میں ہے۔

۱:۔ جمالیاتی حس ۔ ۲:۔ شاداب تخیل ۔ ۳:۔ زمین سے محبت۔

۴:۔ شعورِ عشق ۔ ۵:۔ ہندی اور سنسکرت ادب کا فیضان ۔ ۶:۔ تجربہ اور مشاہدے کا باریک بینی اور محبت

انہیں مختلف اور مستفاد عناصر نے مل کر اس فضا کی تعمیر کی ہے جسے وہ ہندوستانیت سے تعبیر کرتے ہیں

فراق کی شاعری میں آفاقیت کا احساس پیدا کرنے میں ان کے لفظوں کی آواز کا بہت بڑا حصہ ہے۔ خصوصاً Vowel Sounds سے انہوں نے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ آج تک کسی اردو شاعر نے لمبی اور گہری Vowel Sounds اس قدر اور اس طرح استعمال ہی نہیں کیں جیسے فراق صاحب نے کی ہیں ان کی شاعری میں حروفِ علت کی آوازیں بہت واضح ہیں۔

چند اشعار دیکھئے (تشبیہات کے حوالے سے)

دلوں کو تیرے تبسم کی یاد یوں آئی
کہ جگمگا اٹھیں جس طرح مندروں میں چراغ

دلوں میں چھوٹ رہی ہے مسکراہٹ کی کرن
سمندر میں چراغ جھلملائے جیسے

فراق نے اپنی شاعری میں سادہ الفاظ، لطیف و شیریں الفاظ
کثرت سے استعمال کیے ہیں۔ انھوں نے ہندی اور اردو کے خوبصورت
لفظوں کا گنگا جمنی سنگم پیش کیا ہے۔

(آفاقیت کے حوالے سے چند اشعار

ہزار بار زمانہ ادھر سے گزرا ہے
نئی نئی سی ہے کچھ تیری رہگزر پھر بھی

یہ نرم نرم ہوا جھلملا رہے ہیں چراغ
ترے خیال کی خوشبو سے بس رہے ہیں دماغ

فراق بہت لمبی لمبی غزلیں کہنے کے بھی عادی ہیں اکثر وہ جذبے کی رو میں
ایک ہی سمت بہتے چلے جاتے ہیں۔

فراق کی شاعری جسم وجان کی شاعری ہے جس میں ان کا حسنِ نظر اور حسنِ عمل
دونوں شامل ہے۔

فراق نے اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھا ہے۔

"کہ سپردگی غزل کی جان ہے۔ محویت غزل کا ایمان ہے" فراق کی
غزل اس معیار پر پوری اترتی ہے۔

فراق نے اردو غزل کو بلاشبہ ایک نئی آب و ہوا عطا کی ہے۔ وہ کائنات کو اپنے دل
میں سمو لینا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ فطرت کا دل بھی دھڑکے
ان کے دل کے ستار سے ڈوب جائیں۔ ذات اور کائنات کو ہم آہنگ کیا ہے

فراق کے یہاں ایسے الفاظ کی کثرت ہے جو کیفیات کی ترجمانی کرسکیں۔
جھلکتی راتوں، ڈوبتے تاروں، ڈوبتی نبضوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے وہ
کنمناہٹ، کسمساہٹ، تھرتھری اور جھرجھری چوٹ جیسے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں
یہی عالم ہندی الفاظ کا ہے۔ مدھم، چنچل، کومل، مدھر، سنجوگ، رسیلا، یون
جیسے الفاظ کا استعمال بے تکلف کرتے ہیں۔ بعض نقادوں نے فراق کو
کیفیات کا شاعر بھی کہا ہے۔

*مغربی ادب کے مطالعے سے فراق کے یہاں فطرت پرستی کا رجحان پیدا ہوا

فراق نے اردو شاعری کو بالکل ایک نیا عاشق دیا اس کے ساتھ ہی
ایک نیا معشوق بھی فراق کے عاشق اور معشوق کے پاس جسم
تو خیر ہے لیکن دماغ بھی ہے۔ وہ بھی بڑے معروف مقام کا۔
یہاں صرف دو وجود ہی ایک دوسرے کے مد مقابل نہیں ہیں

Scanned with CamScanner

ہے دو دماغ بھی گتھے ہوئے ہیں۔ ان دونوں دماغوں کے داؤ پیچ سے فراق کی شاعری تشکیل پاتی ہے۔ جہاں عاشق اپنی ذہانت اور اپنے دماغ کا احترام کرتا ہے۔ وہاں محبوب کے دماغ کا بھی قائل ہے۔ یہ عاشق اور معشوق دو نفسیاتی نظام ہیں جن میں ٹکر ہو رہی ہے۔ یہاں سوال محبوب کے مہربان ہونے یا ستم کرنے کا نہیں ہے۔ بلکہ ان دو نظاموں کو ہم آہنگ کرنے کا ہے۔ فراق کے عاشق کو سمجھنے کے لیے پہلے اس کے محبوب کو سمجھنا بہت ضروری ہے کیونکہ فراق نے محبوب کو عاشق کی ہستی سے الگ کر کے بھی دیکھا ہے۔ ان کا محبوب ایک کردار ہے۔ اور اس کی نفسیات بھی عاشق کی نفسیات کی طرح پیچ در پیچ ہے

شعر: ترے جمال کی تنہائیوں کا دھیان نہ تھا
میں سوچتا تھا مرا کوئی غمگسار نہیں

فراق کا عشق:

فراق کی عشقیہ شاعری کی سب سے بڑی خصوصیت ان کا محرک عشق ہے۔ مگر یہ شاعری صرف عشق نے نہیں کی۔ بلکہ شاعر کے پورے شعور نے کی ہے۔ فراق نے عشق کو شعور اور زندگی کے دوسرے تجربات سے الگ کر کے نہیں دیکھا۔ ان کے یہاں عشق بہت سے ذہنی تجربوں میں سے ایک تجربہ ہے دوسروں سے نمایاں اور اہم۔
نیاز فتح پوری لکھتے ہیں۔

"وہ شعر نہیں کہتے زندگی اور محبت کے نکات پر تبصرہ کرتے ہیں ... اتنا لطیف اور عمیق تبصرہ کہ شاعری سے علاحدہ ایک مستقل لذت محسوس ہونے لگتی ہے"

چند اشعار دیکھیے:

شعر: حاصل حسن و عشق بس اتنا
آدمی آدمی کو پہچانے۔

شعر: ہیں مقصد حیات عشق کا یہ
زندگی زندگی کو پہچانے

شعر: عشق میں سچ ہی کا رونا ہے
جھوٹ نہیں ہم جھوٹے نہیں ہم

فراق کی شاعری حسن و عشق کی بھرپور کیفیتوں کی شاعری ہے۔

Scanned with CamScanner

فراق نے کلاسیکی شاعری سے بغاوت نہیں کی۔ بلکہ کلاسیکی روایت کے رچاؤ سے روایت کے اندر رہتے ہوئے منفرد احساس رکھنے والی غزل کی۔

فراق کو اردو شاعری میں بہت سے عناصر کی کمی محسوس ہوتی تھی۔ ان میں مناظرِ فطرت سے عشق، ہندوستانیت، ارضیت، ہندی کلچر، عورت کی دیویت، گھربار کا تصور۔

فراق اردو شاعری میں فطرت کی شاعری کی کمی شدت محسوس کرتے تھے۔ اسی سلسلے میں وہ لکھتے ہیں۔

"اردو شاعری کو خیالات میں ڈوبنا تو خوب آتا ہے
لیکن زمین میں سمانا، فضا میں تحلیل ہو جانا،
مناظرِ قدرت کی تہہ در تہہ رمزیت میں ڈوب جانا
ذرا کم ہی آسکا ہے۔"

انھیں اردو شاعری میں دھرتی اور کائنات سے لاتعلقی کا احساس ملتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ قدیم ہندوستانی تہذیب فطرت سے ہم آہنگ تھی۔

فراق کی شاعری کی عمر کم و بیش 35 سال ہے۔ فراق کی شاعری کا سفر ابتداً سست روی کا شکار رفتار رک رک کر چلنے کا یہ انداز اس بات کا غماز تھا کہ وہ اونچی فضاؤں میں پرواز کے لیے پر تول رہے ہیں۔ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے انھیں جن مسئلوں سے دوچار ہونا پڑا وہ صرف فن اور عروض کے مسائل تھے بلکہ ایک وسیع اور ہمہ گیر مفہوم میں موضوع کے مسائل تھے۔

میں نے اس آواز کو مر مر کے پالا ہے فراق
آج جس کی نرم لو ہے شمعِ محرابِ حیات۔

فراق کے یہاں بنیادی مسئلہ فراق کا ہے۔ دو شخصیتوں کی بنیادی علیحدگی کا

فراق نے خود کو شاعرِ نیم شبی کہا ہے۔ رات کی رمزیت، رات کی

مختلف کیفیات سے اور علامتوں کے ذریعے ہجر کی کیفیات کو خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔

؎ غزل کے ساز اٹھاؤ بڑی اداس ہے رات
نوائے میر سناؤ بڑی اداس ہے رات۔

؎ ستاروں کی فضاؤں میں ہواؤں کو اکثر
اس طرح کبھی آنکھ ایسی جاگتی رہی ہے۔

فراق شاعر ہجر تو ہیں لیکن شاعر غم نہیں ہیں۔ زیادہ سے زیادہ انہیں افسردگی کا شاعر کہا جا سکتا ہے۔ فراق کا کلام ہجر، محرومی اور تنہائی کا احساس دلاتا ضرور ہے۔ لیکن اس میں زندگی سے بیزاری نہیں ملتی۔

فراق کی شاعری اپنے عہد کی زندگی اور انکے اپنے اندر داخلی پیچیدہ جذبات کا شعری اظہار ہے۔ فراق کا عہد مایوسیوں کی بجائے مستقبل کے خوابوں کا عہد تھا۔ ان کی غزلوں سے دور جدید کی معاشی، سیاسی، معاشی تغیرات اور بدلتی ہوئی اقدار کی آہٹ سنائی دیتی ہیں۔

؎ بہت پہلے سے ان قدموں کی آہٹ جان لیتے ہیں۔
تجھے اے زندگی ہم دور سے پہچان لیتے ہیں۔

جدید دور میں فراق ایسے واحد شاعر ہیں۔ جنہوں نے اردو غزل میں ہندی کے شاعر اور ہندی تہذیب کو اردو کے قالب میں ڈھالا۔
فراق کے ہاں ایسے اشعار کی تعداد خاصی ہے۔ جن میں قدما آفرینی اپنی جھلک دکھاتی ہے۔ اس کے علاوہ فراق مغربی ادب سے جو رجحانات اردو شاعری میں لائے۔ وہ بے خوابناکی۔ یہ خود اپنا ہی۔ فراق کے وجدان کی بیداری ہے۔ وہ وجدان کی بیداری کے عالم میں جب کسی منظر یا دنیا میں گم ہو جاتے ہیں تو یہی کار زندگی کی اعلیٰ کیفیت خوابناک بن جاتی ہے

Scanned with CamScanner

فراق معمولی سے معمولی الفاظ کی اہمیت کا گہرا شعور رکھتے ہیں۔

بات بھی پوچھی نہ جائے گی جہاں جائیں گے ہم
تیری محفل سے اگر اٹھے کہاں جائیں گے ہم

انھیں اس بات کا پورا احساس تھا۔ کہ معمولی الفاظ کو غیر معمولی تاثیر دینے سے بڑی شاعری پیدا ہوتی ہے۔

شعر: ہم کو اپنا بھی اعتبار نہیں
خیر تیرا تو اعتبار کریں۔

شعر: مدتیں گزریں تری یاد بھی آئی نہ ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں

فراق نے نظمیں اور رباعیاں بھی لکھی ہیں۔ مجموعی طور پر فراق کی غزل فکر و فن کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ انھوں نے بیسویں صدی میں اس صنف سخن کو بالکل نئے مزاج اور نئی جہات سے آشنا کیا ہے۔

Scanned with CamScanner